بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. No. P.67

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۲۰ | ہفت روزہ بدر قادیان | شمارہ ۸

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

۲۸ ذوالحجہ ۱۳۹۰ ہجری | ۲۵ تبلیغ ۱۳۵۰ ہش | ۲۵ فروری ۱۹۷۱ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۲ تبلیغ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے تعلق ربوہ سے اطلاعات مظہر ہیں کہ ـــــ ربوہ ۱۴ تبلیغ۔ گزشتہ رات ساڑھے گیارہ بجے حضور جب غسل خانہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو شدید چکر آنے شروع ہوئے اور قریب تھا کہ حضور گر پڑتے مگر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور حضور کا ہاتھ دروازے کی دستی پر پڑ گیا۔ اس کے بعد سے چکر ول (دورانِ سر) کی تکلیف کافی سخت جاری رہی۔ مگر آج بعد دوپہر سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں کمی ہے۔ اس مضمون کا تار حضرت ناظر صاحب خدمتِ درویشاں کی طرف سے موصول ہوا۔ اس کے بعد ۱۸ تبلیغ کا تار موصول ہوا کہ حضور انور کو دورانِ سر کی تکلیف چل رہی ہے۔ اور حضور ضعف محسوس فرماتے ہیں۔ احبابِ جماعت درد والحاح اور گریہ و زاری کے ساتھ دعا کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو شفاء کامل و عاجل عطا فرمائے اور چوٹ کے بعد کے ہر قسم کے بُرے اثرات کو اپنے فضل سے دُور فرمائے آمین۔

ربوہ ۱۵ تبلیغ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا کو بسا اوقات ضعف یکدم ہو جاتا ہے دل میں دھڑکن۔ ہاتھ پاؤں میں کمزوری شدید محسوس ہونے لگی ہے سر چکرا جاتا ہے۔ (باقی صلا پر)

احمدی مسلمان ہیں ـــ کیرلہ کی عدالتِ عالیہ کا فیصلہ

کیرلہ کے شہر کالیکٹ کے ایک شادی شدہ نوجوان مکرم کے۔ پی احمد کویا صاحب جب بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو وہاں کے قاضی سید شہاب الدین اِمبچی "کویاتنگل" کے ایک فتوے کی روشنی میں اُن کی بیوی کے والد نے طلاق یا خلع حاصل کئے بغیر اپنی لڑکی کا نکاح فسخ کر کے ایک اور شخص سے کروا دیا۔ اس غیر اسلامی اور غیر شرعی نکاح کے خلاف مکرم کے۔ پی احمد کویا صاحب احمدی نے اپنی بیوی، خسر، بیوی کے دوسرے خاوند اور کالیکٹ کے بڑے قاضی شہاب الدین اِمبچی "کویاتنگل" کو مدعا علیہم قرار دیتے ہوئے کالیکٹ ضلع کی مجسٹریٹ کورٹ میں ایک مقدمہ دائر کیا۔ ابتدائی سماعت کے بعد عدالت نے جب مذکورہ چاروں افراد پر فردِ جرم عائد کرتے ہوئے نوٹس جاری کیا تو اس پر سوال کرتے ہوئے مذکورہ قاضی صاحب نے کیرلہ ہائی کورٹ میں ایک مقدمہ فائل کیا۔ اس مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے کیرلہ ہائی کورٹ کے جسٹس مسٹر کرشن ایّر نے جو فیصلہ فرمایا ہے اس کی تفصیلی رپورٹ کیرلہ کے دو کثیر التعداد روزناموں "ماترو بھومی" اور "مالایالہ منورما" نے اپنی ۷ جنوری ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں شائع کی ہیں۔ چونکہ دونوں رپورٹیں قریباً قریباً ایک جیسی ہیں اس لئے ماترو بھومی کی رپورٹ کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے ـــــ خاکسار مُترجم:- محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس۔

اخبار مذکور

کالیکٹ قاضی کی عرضی مسترد کر دی گئی

"احمدی مسلمان ہیں" ـــ کیرلہ عدالتِ عالیہ کی دوہری سُرخی دیتے ہوئے رقمطراز ہے کہ:-

ایرناکلم ۶ جنوری۔

کیرلہ عدالتِ عالیہ (High Court) کے جج وی۔ آر۔ کرشن ایّر نے آج یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ احمدی مسلمان ہیں اور یہ فرقہ مذہب اسلام سے علیٰحدہ فرقہ نہیں ہے۔

اس مسئلہ پر مشتمل ایک مقدمہ کے سلسلہ میں کالیکٹ کے بڑے قاضی سید شہاب الدین امبچی کویاتنگل کی کیرلہ کی عدالتِ عالیہ میں دائر کردہ ایک کریمنل ریویژن عرضی مسترد کرتے ہوئے یہ فیصلہ فرمایا گیا ہے۔

ضلع کالیکٹ کی مجسٹریٹ کورٹ میں تعددِ ازدواج (ایک عورت کے ایک سے زائد خاوند) کے سلسلہ میں ایک مقدمہ چل رہا ہے۔ اس مقدمہ میں مذکورہ قاضی نے جو چوتھے مدعیٰ علیہ ہیں اپنے اُوپر فردِ جرم عاید کرنے پر سوال کرتے ہوئے ہائی کورٹ میں ایک کریمنل ریویژن عرضی دائر کی تھی۔

کالیکٹ شہر کے رہنے والے کے۔ پی احمد کویا نے وہاں کی مجسٹریٹ کورٹ میں اپنی بیوی، کے بی۔ آمنہ بی۔ خسر ایس۔ پی حسن حاجی، اپنی بیوی کے دوسرے خاوند محی الدین کٹی اور بڑے قاضی شہاب الدین امبچی کویاتنگل کے خلاف ایک مقدمہ دائر کیا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ ازدواجی اور شرعی تعلقات کی موجودگی میں محض میرے احمدی ہونے کی وجہ سے میری بیوی کا نکاح ایک دوسرے شخص کے ساتھ کرا دیا۔

ابتدائی سماعت کے بعد چاروں مدعیان علیہم پر فردِ جرم عائد کرتے ہوئے ضلع کی عدالت میں یہ مقدمہ چل رہا ہے۔

قاضی صاحب کی عرضی پر فیصلہ کرتے ہوئے جسٹس کرشن ایّر نے اس سلسلہ میں سابقہ عدالتی فیصلوں کی روشنی میں فرمایا کہ چونکہ احمدی اسلام کے بنیادی عقائد توحیدِ باری تعالیٰ اور رسالتِ محمدی (صلعم) پر ایمان لاتے ہیں اس لئے وہ مسلمان ہیں۔ اور وہ اسلام سے گمراہ نہیں ہیں۔

(حضرت) محمد نبی (صلعم) کی ختم نبوت کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد مذکورہ فیصلہ میں مندرجہ ذیل آیتِ قرآنی کو نوٹ کیا گیا تھا:-

"اس وقت کو یاد کرو جبکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا ایک رسول بن کر آیا ہوں تاکہ تورات کی پیشگوئیوں کی تصدیق کروں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کے متعلق بشارت دوں جس کا نام احمد ہوگا۔" (سورۃ الصف)

فیصلہ میں کہا گیا ہے کہ احمدیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مذکورہ پیشگوئی حضرت احمدؑ کی آمد سے پوری ہوئی ہے۔

فیصلہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ حکومتِ پاکستان جس نے اسلام کو اپنا مذہب قرار دیا تھا مختلف بین الاقوامی مہموں کے لئے اپنی حکومت کی نمائندگی ایک قابل و فائق

(باقی دیکھیں صلا پر)

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے

ایک ضروری اعلان

ماہِ مارچ کے شروع میں ہمارے ملک کی پارلیمنٹ کے انتخابات ہونے والے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے تقسیم ملک کے بعد سے اسی پالیسی پر عمل کیا جا رہا ہے کہ حتی الوسع احباب جماعت کانگرس پارٹی کے حق میں ووٹ ڈالیں۔ اب بھی جماعتِ احمدیہ اسی حق میں ہے کہ چند روز تک پارلیمنٹ کے ہونے والے الیکشنز میں احبابِ جماعت بالعموم حکمران کانگرس اور اس سے ملحقہ پارٹیوں کے حق میں ووٹ ڈالیں۔ سوائے کسی اِستثنائی صورت کے جس کے لئے مرکز سے اجازت لینا ضروری ہوگا۔

ناظرِ اُمورِ عامہ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

قادیان میں یوم مصلح موعودؓ کے جلسہ کا بابرکت انعقاد

پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مختلف پہلوؤں پر علمائے سلسلہ کی دلچسپ تقاریر

رپورٹ مرتبہ خورشید احمدؔ انور

قادیان ۲۰ر تبلیغ (فروری)۔ آج بوقت ۹¾ بجے صبح مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی جلسہ یوم مصلح موعود کا بابرکت انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں مقامی احباب اور مستورات نے کثیر تعداد میں شرکت اختیار کی اور اس سراسر روحانی تقریب سے استفادہ کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

"پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر"

کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد محترم حضرت امیر صاحب مقامی نے اس جلسہ کی غرض و غایت اور پیشگوئی مصلح موعود کے پس منظر پر مختصر الفاظ میں روشنی ڈالی۔ ازاں بعد اجلاس کی باقاعدہ کارروائی آغاز پذیر ہوئی۔

عزیز ظہیر احمد خادم متعلم مدرسہ احمدیہ کی تلاوت قرآن کریم اور عزیز مظفر احمد اقبال متعلم مدرسہ احمدیہ کی نظم کے بعد عزیز حمید احمد کوثر متعلم مدرسہ احمدیہ نے

پیشگوئی مصلح موعود کا متن

پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ خاکسار راقم الحروف نے حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا وہ بصیرت افروز اور تاریخی خطبہ جمعہ پڑھ کر سنایا جو حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۴۴ء کو مسجد اقصےٰ قادیان میں ارشاد فرمایا تھا اور جس میں حضورؓ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر اپنے تئیں پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہونے کا پُر شوکت اعلان فرمایا تھا۔

بعدہٗ عزیز نور الاسلام متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے خوش الحانی کے ساتھ ایک نظم پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ نظم کے بعد [illegible] بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ [illegible] قادیان نے پیشگوئی مصلح موعود کی ایک شق

"قومیں اس سے برکت پائیں گی"

کے موضوع پر تقریر کی۔ موصوف نے لفظ "قوم" میں مخفی بعض اشاروں کی وضاحت کرنے کے بعد اس پہلو سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بعض کارہائے نمایاں کی نشان دہی کی۔ اور عمدہ پیرائے میں اپنے مضمون کو ادا کیا۔

دوسری تقریر مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ثاقب مدرس مدرسہ احمدیہ نے زیر عنوان

"خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"

کی۔ موصوف نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاکیزہ زندگی میں رونما ہونے والے مختلف فتنوں اور مخالفتوں کا ذکر کرنے کے بعد واضح کیا کہ چونکہ خدائی تائیدات اور نصرتیں حضورؓ کے شامل حال تھیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ہر ہر گام پر آپ کی رہبری فرمائی۔ اور جماعت کو ہر ابتلا سے محفوظ رکھا۔

اس تقریر کے بعد عزیز مظفر احمد فضل متعلم مدرسہ احمدیہ نے ایک نظم پڑھی۔ ازاں بعد اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے زیر عنوان

"وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔"

کی۔ مقرر نے حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی تبحّر علمی کا ذکر کرنے کے بعد آپؓ کے بعض علمی کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اپنی تقریر کے دوران موصوف نے بعض غیر از جماعت اہل علم حضرات کے اعترافات کی روشنی میں ثابت کیا کہ حضورؓ کی علمی قابلیت نہ صرف اپنوں کے نزدیک، بلکہ غیروں کی نگاہ میں بھی مسلّم ہے۔ آخر میں مقرر نے قرآن کریم کی تفسیر نویسی سے متعلق حضورؓ کا ایک پُر شوکت چیلنج پڑھ کر اپنی تقریر کو ختم کیا۔

اس اجلاس کی چوتھی تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے

حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے

کے موضوع پر کی۔ موصوف نے حضورؓ کے بعض نمایاں اور اہم کارناموں کے تسلسل میں استحکام خلافت۔ بیش قیمت علمی لٹریچر۔ تبلیغ و اشاعت دین۔ مجلس مشاورت کا اجراء۔ محکمہ قضا کا قیام۔ صدر انجمن احمدیہ کے مالی نظام کا فروغ۔ اور دار الہجرت ربوہ کی تعمیر وغیرہ امور پر بالتفصیل روشنی ڈالی۔

آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ نے سامعین کو ایک

دلچسپ اور بصیرت افروز اختتامی خطاب

سے نوازا۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے بارہ میں یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں جبکہ اسلام صرف نام کا رہ جائے گا اور ایمان ثریا ستارے پر چلا جائے گا، ابنائے فارس میں سے ایک فارسی الاصل انسان ایمان کو دوبارہ قائم کرے گا۔ آنحضرت صلعم کی یہ پیشگوئی پہلی مرتبہ جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نہایت درجہ شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی وہاں اس کا دوسری مرتبہ ظہور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت وجود میں ہوا۔ فی الحقیقت حضرت مصلح موعودؓ کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متضرعانہ دعاؤں کا شیریں ثمر ہے جو کلام اللہ کے مرتبہ کے اظہار کے لئے منصۂ شہود پر آیا۔

اگر ہم پیشگوئی مصلح موعود میں بیان فرمودہ جملہ بشارات آسمانی کی روشنی میں معاندین احمدیت کے الزامات اور اتہامات پر نظر ڈالیں تو اللہ تعالےٰ کی ان بشارتوں کی موجودگی میں یہ جملہ اعتراضات بے وقعت محض ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے بالمقابل جب ہم حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عظیم الشان کارناموں پر نظر ڈالتے ہیں تو عقل حیران رہ جاتی ہے اور نہ صرف خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائیدات و نصرت پر غیر معمولی یقین پیدا ہوتا ہے بلکہ زندہ خدا تعالیٰ کی زندہ تجلیات پر ایمان کامل حاصل ہوتا ہے۔ پس مبارک ہے وہ بابرکت وجود جو حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عاجزانہ دعاؤں کے طفیل ہمیں حاصل ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی اس ایمان افروز تقریر کے بعد محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے

اجتماعی دُعا

فرمائی۔ جس کے ساتھ ہی تقریباً ساڑھے بارہ بجے یہ بابرکت محفل نہایت درجہ کامیابی کے ساتھ برخاست ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مولانا محمد علی صاحب سابق امیر غیر مبائعین کا ایک فتویٰ

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

مولوی محمد علی صاحب سابق امیر غیر مبائعین لاہور نے اعلان فرمایا:۔

(ا)۔ "جو لوگ نیا نبی تو نہیں مانتے لیکن وہ کسی پرانے نبی کا آنا بعد از حضرت ختمی پناہ مانتے ہیں وہ بھی ایسے ہی منکر ختم نبوت ہیں جیسے کہ وہ آپؐ کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔"

(ب) "حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں سوائے ایک ہماری جماعت احمدیہ لاہور کے کوئی جماعت اسلامی ختم نبوت کی قائل نظر نہیں آتی۔" (پیغام صلح ۱۱ر اکتوبر ۱۹۴۴ء)

(ج) اور اس سے پہلے ۱۹۴۱ء میں مولوی محمد علی صاحب اپنے اصولی عقیدہ کا بایں الفاظ اعلان فرما چکے ہیں:۔

"بے شک ختم نبوت کے منکر کو مَیں بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

(پیغام صلح ۲۷ر جنوری ۱۹۴۱ء)

یہ امر واقعہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اس زمانہ میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی قائل اور منتظر ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام متفقہ طور پر نبی ہیں۔ اب ان حوالہ جات کی روشنی میں — (باقی ص۱۱ پر)

تبرکات

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

تم میں سے ہر ایک اپنی اور اپنے اہل و عیال کی تربیت کا ذمہ دار ہے

نہ صرف اپنی اصلاح کرو بلکہ اپنی اولاد کو بھی حقیقی مومن بنانے کی کوشش کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر۔ فرمودہ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۴۹ء بمقام راولپنڈی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ فروری سنہ ۱۹۴۹ء کو راولپنڈی کی جماعت احمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی تھی اس کا ایک حصہ ذیل میں شائع کیا جاتا ہے — (ایڈیٹر بدر)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گھر کی ذمہ داری مردوں پر ہے۔ اگر وہ اس ذمہ داری کو ادا نہیں کرتے تو قیامت کے دن اس کے متعلق ان سے سوال کیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

تم میں سے ہر ایک اپنے گھر کا نگران ہے

اور اس کے گھر میں جو افراد رہتے ہیں ان کے متعلق اس سے قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔ قیامت کے دن ایک عورت سے بھی یہ سوال کیا جائے گا کہ اس نے دین کی خاطر کیا کیا قربانیاں کیں اور مرد سے بھی یہ سوال کیا جائے گا کہ اس نے اس کے لئے کیا کیا قربانیاں کروائیں۔ ایک بیٹے کے متعلق ماں سے بھی سوال کیا جائے گا اس نے اپنے بیٹے سے کیا کیا قربانیاں کروائیں مگر ساتھ ہی باپ سے بھی یہ سوال کیا جائے گا کہ اس نے اس بارہ میں کیا کیا۔ کیونکہ بچوں کی ذمہ داری جیسے عورتوں پر ہے ویسے ہی ان کی ذمہ داری باپوں پر ہے۔ میں

جماعت کے مردوں کو نصیحت

کرتا ہوں کہ وہ اپنی عورتوں کو لجنہ اماء اللہ میں شامل کریں۔ اور ان کی اور اپنے بچوں کی اچھی طرح نگرانی کریں اور اس میں کسی قسم کی غفلت نہ کریں۔ قومی زندگی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اسلام ایک قومی مذہب ہے باقی مذاہب میں سے کوئی مذہب قومی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہمارے تمام کاموں میں جتھہ بندی اور جمعیت پائی جاتی ہے۔ مثلاً نماز ہے۔ باقی کسی مذہب میں ایسی نماز نہیں پائی جاتی یہ نماز صرف اسلام میں ہی پائی جاتی ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ گرجاؤں میں بھی لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور اجتماعی طور پر دعا کرتے ہیں مگر وہ نماز بھی اسلامی نمازوں کی طرح نہیں۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ گرجاؤں میں جب پادری وعظ کر رہا ہوتا ہے تو لوگوں میں سے بعض ادھر ادھر کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ کسی کا منہ کسی طرف ہوتا ہے اور کسی کا منہ کسی طرف۔ کوئی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے اس نماز کا اسلامی نماز کے ساتھ کوئی جوڑ ہی نہیں۔

جماعت کے تو یہ معنے ہوتے ہیں

کہ سب مل کر ایک کام کریں اور ایک ہی جگہ کام کریں اور یہ بات عیسائیوں کی نماز میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً ایک پادری نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو اس کا ایک نائب ہاتھ میں شمع لئے کھڑا ہوتا ہے کسی کے ہاتھ میں پانی ہوتا ہے کوئی خوشبو لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کیا ہماری نماز میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ ہماری نماز میں تو سارے کے سارے ایک ہی کام میں لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح چندے ہیں۔ زکوٰۃ ہے۔ اس میں کوئی دوسری قوم

اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی

یہودیوں میں یہ بات پائی جاتی ہے مگر وہ بھی اس رنگ میں نہیں جس رنگ میں اسلام نے اسے پیش کیا ہے۔ اسلام نے ان چیزوں کو شعائر اللہ کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے مگر ان کی مثال دوسرے مذہب میں نہیں مل سکتی۔ پھر حج ہے سال میں ایک دن حج ہوتا ہے سب ممالک سے لوگ آ کر جمع ہوتے ہیں اور ایک ہی دن خانہ کعبہ کا طواف کرنا ہوتا ہے اور ایک ہی دن عرفات جانا ہوتا ہے۔ منیٰ جانا ہوتا ہے اور پھر یہ بتایا جاتا ہے کہ فلاں فلاں دن قربانی کی جائے۔ یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔ غرض

اسلام ایک جماعتی مذہب ہے

اور مسلمانوں کے لئے ترقی کرنا ناممکن ہے جب تک وہ جماعتی طور پر اس کے لئے کوشش نہ کریں اور جب تک وہ متحدہ طور پر اس کام کو نہیں کرتے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے پس میں جماعت کے مردوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جو عورتیں لجنہ اماء اللہ میں شامل نہیں ہیں وہ انہیں لجنہ اماء اللہ میں شامل کرائیں۔ اور انہیں اجلاسوں میں بھیجا کریں۔ وہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن کوئی شخص یہ کہہ کر بریت حاصل نہیں کر سکتا کہ وہ خود نمازیں پڑھتا تھا وہ خود چندہ دیتا تھا وہ خود جماعتی کاموں میں حصہ لیتا تھا بلکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ اس سے اس کی بیوی کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا۔ اگر اس کی بیوی جماعتی کاموں میں حصہ نہیں لیتی تو یہ بات اسے مجرم بنانے کے لئے کافی ہے پھر اپنے بچوں کو خدام الاحمدیہ میں داخل کرو۔ ان کی تربیت کرو۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ بچوں کی تربیت کے ذمہ دار باپ ہیں اور اس میں اس نے عورتوں کو بھی شامل کیا ہے۔ ایک عورت یہ کہہ کر بریت نہیں کر سکتی کہ وہ لجنہ اماء اللہ کی ممبر ہے جماعتی کاموں میں حصہ لیتی ہے چندہ دیتی ہے تبلیغ کرتی ہے۔ نماز پڑھتی ہے۔ زکوٰۃ دیتی ہے۔ بے شک یہ سب کچھ وہ کرتی ہے لیکن قیامت کے دن اس سے یہ بھی سوال کیا جائے گا کہ اس نے

اپنی اولاد کو بھی دیندار بنایا ہے

کیا انہیں سلسلہ کے کاموں میں حصہ لینے کی عادت ڈالی ہے اگر نہیں تو خدا تعالیٰ اسے کہے گا کہ تم مجرم ہو میں نے تمہیں صرف یہ نہیں کہا تھا کہ تم یہ کام کرو۔ بلکہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ کام اپنی اولاد سے بھی کراؤ۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم سچ بولو بلکہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اپنی اولاد کو بھی سچ بولنے کی عادت ڈالو میں نے صرف یہ نہیں کہا تھا کہ تم خود نمازیں پڑھو اور روزے رکھو بلکہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تمہارا کوئی بیٹا ہے یا بیٹی ہے تو اسے بھی ان کاموں کی عادت ڈالو۔ میں نے تمہیں یہ نہیں کہا تھا کہ تم خود جماعتی کاموں میں حصہ لو بلکہ میں نے تم سے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ اپنی اولاد کو بھی جماعتی کاموں میں حصہ لینے کی عادت ڈالو۔ اسی طرح مرد سے بھی یہ سوال کیا جائے گا۔ غرض یہ چیز کافی نہیں کہ تم خود اخلاص دکھاؤ بلکہ ضروری ہے کہ تم اپنی اولاد میں بھی اخلاص کا مادہ پیدا کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمہاری اپنی قربانی کافی نہیں ہو سکتی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ایسا نہ کرنے سے تم جہنمی بن جاؤ گے۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ ایسا نہ کرنے سے تمہارے ثواب کا ایک حصہ ضرور کٹ جائے گا۔

جماعت کے معنے یہی ہوتے ہیں

کہ وہ سلسلہ ... چلتے گا۔ فرد مرتا ہے مگر جماعت نہیں مرتی چنانچہ ہارون الرشید کے زمانہ میں ابن جنی نے ایک شاگرد ہوا کرتے تھے۔ ہارون الرشید نے ان سے کہا

مَا مَاتَ مَنْ خَلَفَ مِثْلَكَ جس نے تیرے جیسا شاگرد اپنے پیچھے چھوڑا ہے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

غرض جماعت کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ دائمی زندگی اختیار کرے۔ اگر اسلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہوتا تو آپ کی وفات کے ساتھ یہ بھی ختم ہو جاتا۔ مگر اسلام کے متعلق خدا تعالےٰ نے کہا کہ وہ قیامت تک چلا جائے گا تو ضروری ہے کہ ہر مسلمان اپنے بیٹے کو مسلمان بنا کر جائے۔ اگر ہر مسلمان اپنے بیٹے کو مسلمان بنا کر نہیں جاتا تو اسلام قیامت تک چلے گا کس طرح؟ ہم کہتے ہیں کہ احمدیت اسلام ہی کا نام ہے۔ اگر

احمدیت اسلام ہی کا نام ہے

اور اسلام نے قیامت تک جانا ہے تو ضروری ہے کہ ہم اپنی اولاد کو مخلص احمدی بنا کر جائیں اگر ہم اپنی اولاد کو مخلص احمدی بنا کر نہیں جاتے تو احمدیت ختم ہو جائے گی پس یہ کافی نہیں کہ تم صرف اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرو بلکہ ضروری ہے کہ جہاں تم خود اعمال دینیہ کی طرف توجہ کرتے ہو۔ نمازیں پڑھتے ہو۔ چندے دیتے ہو۔ روزے رکھتے ہو۔ غرباء کی مدد کرتے ہو وہاں

تم اپنی اولادوں کی بھی اصلاح کرو

اگر تم اپنی اولاد کے اندر دینی جذبہ پیدا نہیں کرتے اور مخلص احمدی بنا کر نہیں جاتے، تو تمہاری زندگی یقیناً فردی زندگی ہے تمہاری زندگی جماعتی نہیں۔ اور اگر کسی اور نسل کے ذریعہ اسلام کا کام چلتا رہا تو اسلام کی زندگی میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اسلام اگر دائمی طور پر زندہ رہے گا تو اسی طرح کہ تم اپنی اولادوں کو دیندار بناؤ۔ مثلاً الف۔ ب۔ ج پکے مسلمان ہیں تو جب تک وہ خود مسلمان ہیں اُن کے ذریعہ بے شک اسلام زندہ رہے گا لیکن

دائمی زندگی کے لئے

ان کی اولادوں کو پکا مسلمان ہونا ضروری ہے اگر الف کی اولاد پکی مسلمان نہیں ہے۔ ب کی اولاد مسلمان ہے۔ ج کی اولاد مسلمان ہے تو گو اسلام زندہ ہے تو ب اور ج کی اولاد سے الف کی وجہ سے نہیں۔ اگر ب کی اولاد بھی مسلمان نہیں ج کی اولاد مسلمان ہے تو پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو الف نے زندہ نہیں رکھا۔ ب کی اولاد نے زندہ نہیں رکھا بلکہ آپ کو زندہ رکھا ہے تو ج کی اولاد نے رکھا ہے پس یہ کتنی عظیم الشان نعمت ہے جسے ہم حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے بیٹے کو مسلمان بنا کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ۳۰ یا ۴۰ سال کی اور زندگی دیدیتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا ثواب ہوگا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ۳۰ یا ۴۰ سال کا اضافہ کر دے۔ لیکن جو شخص اپنی اولاد کی اصلاح نہیں کرتا اُسے پکا مسلمان نہیں بناتا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو کم کر دیتا ہے۔ اور

یہ کتنی بڑی بدبختی ہے

پس تم نہ صرف اپنے اندر ایک نیک تغیر پیدا کرو بلکہ اپنی اولاد کے اندر بھی دینی جذبہ پیدا کرو۔ جب نماز کے لئے جاؤ تو بچوں کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ اگر وہ چھوٹے ہیں تو کم از کم تمہارے نماز پڑھتے وقت خاموش تو رہیں تمہاری نماز کو خراب تو نہ کریں، جیسے کل بچوں نے شور مچا کر نماز کو خراب کر دیا تھا۔ بچوں کی تربیت ہونی چاہیئے اگر بچہ چار یا پانچ سال کا ہے تو اس کے اندر دینی کاموں میں حصہ لینے کی عادت پیدا کرو اور سات سال کے بچے کو تو باقاعدہ نماز پڑھانی چاہیئے کہ اگر وہ نماز نہ پڑھے تو ایک حد تک اُسے مار پیٹ بھی جائز ہے۔ بہرحال جب بچہ چھ سات سال کا ہو جائے اُسے نماز پڑھانی چاہیئے اور دینی کاموں میں حصہ لینے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اگر اسے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تو نہ آئے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کے دائیں کان میں اذان دو۔ اور اس کے بائیں کان میں تکبیر کہو تو کیا وہ تمہاری اذان اور تکبیر کو سمجھتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے یہی سبق دیا ہے کہ تم

بچے کی تربیت

اس کی پیدائش کے وقت سے ہی شروع کر دو۔ جب آپ بچے کی پیدائش کے وقت سے اس کی تربیت کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ تو چھ سات سال کی عمر والا بچہ کتنی اہمیت رکھتا ہے جب چھ سات سال کا ہو جائے تو اسے نمازوں میں ساتھ لاؤ۔ اسے آیاتِ قرآنیہ یاد کراؤ۔ اچھی اچھی نظمیں یاد کراؤ۔ جب آٹھ سال کا ہو جائے تو اس کی اس طرح تربیت کرو کہ وہ اپنے دینی کاموں پر آمادہ ہو جائے اسی طرح ماؤں کا بھی فرض ہے۔ اگر باپ سارا دن دفتر میں رہتا ہے یا کہیں باہر گیا ہوا ہے تو اس کی غیر حاضری میں

عورت کا فرض ہے

کہ وہ بچے کو نمازیں پڑھائے۔ جب وہ نماز پڑھنے لگے تو بچے کو بھی ساتھ کھڑا کرے یا اسے اپنی نگرانی میں نمازیں پڑھوائے کیونکہ بعض اوقات شرعی طور پر اسے نماز پڑھنا جائز نہیں ہوتا لیکن اگر وہ خود نہیں پڑھتی تو بچے کو تو اپنی نگرانی میں نماز پڑھوا سکتی ہے۔ نماز کا جب وقت آئے اُسے چاہیئے کہ بچے کو کھڑا کر کے نماز پڑھوائے اور جب مرد گھر آجائے تو وہ یہ کام کرے گویا جب مرد گھر پر ہو تو یہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو دینی کاموں کی عادت ڈالے اور اگر مرد گھر نہیں ہے تو عورت اپنے بچوں سے دینی کام کروائے۔ غرض آپ لوگ اپنی اولاد کی اس رنگ میں تربیت کریں اور اپنے اندر ایسا تغیر پیدا کریں کہ تمہاری شکلوں کو دیکھ کر ہر شخص یہ سمجھ سکے کہ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے احیاءِ دین کا ذریعہ جماعت احمدیہ کو بنایا ہے اور

خدا تعالےٰ سے ایسی محبت پیدا کرو

کہ اسے تمہارے متعلق غیرت ہو اور وہ محسوس کرے کہ اگر یہ لوگ مر گئے تو میں مرا خدا تعالےٰ حیّ و قیّوم ہے اس پر موت وارد نہیں ہوتی لیکن اس دنیا میں اگر اس کا ذکر مٹ جائے۔ تو گویا وہ اس دنیا کے لئے مر گیا۔ ایک بزرگ جو حضرت سیّد احمد صاحب بریلوی کے شاگردوں میں سے تھے اور بھوپال میں رہتے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے استاد تھے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو اپنی ایک خواب سنائی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں بھوپال سے باہر گیا ہوا ہوں شہر کے باہر پل پر میں نے ایک آدمی دیکھا جو کوڑھی تھا اور اندھا تھا۔ اس کے

زخموں سے بدبُو

آتی تھی اور ان پر مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں۔ اس کے ہونٹ۔ ناک اور کان کٹے ہوئے تھے۔ غرض اس کے جسم کا ہر ذرّہ بھیانک تھا۔ میں نے اُس شخص سے پوچھا۔ تم کون ہو۔ اُس نے کہا میں خدا تعالےٰ ہوں۔ میری حالت متغیر ہو گئی۔ اور میں یہ نہ سمجھ سکا کہ یہ شخص خدا تعالےٰ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے اس شخص سے کہا قرآن کریم تو کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ سے زیادہ خوبصورت اور کوئی چیز نہیں اس پر اس نے کہا میں بھوپال والوں کا خدا تعالےٰ ہوں۔ یعنی بھوپال والوں نے میری یہ شکل بنا رکھی ہے۔ پس گو

موت ایسی چیز ہے

جو خدا تعالےٰ کی ذات میں نہیں پائی جاتی مگر بعض بندوں کے ذریعہ خدا تعالےٰ اس دنیا میں زندہ ہے اور بعض بندوں کے ذریعہ وہ اس دنیا میں مُردہ ہے۔ اگر اس کا ذکر اس دنیا سے مٹ جائے تو وہ اس دنیا کے لئے گویا مر گیا۔ اور اگر اس کا ذکر اس دنیا میں نہ مٹے تو وہ گویا اس دنیا کے لئے زندہ ہو گیا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ ظاہری طور پر وفات پا گئے ہیں لیکن آپ پر ایمان لانے والوں کے ذریعہ اس دنیا میں زندہ ہو سکتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے دلوں میں ایمان ہے تو وہ زندہ ہیں اور اگر ایمان مٹ چکا ہے تو آپ زندہ نہیں غرض خدا تعالےٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور موت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم چاہو تو خدا تعالےٰ اور محمد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں زندہ رہ سکتے ہیں اور اگر تم غفلت اور سستی سے کام لو گے تو خدا تعالےٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کے لئے مر جائیں گے۔ خدا تعالےٰ ظاہری طور پر کبھی مر نہیں سکتا۔ مگر روحانی طور پر تم اسے زندہ بھی رکھ سکتے ہو۔ اور مار بھی سکتے ہو۔

جنگ بدر میں

جب لڑائی خطرناک صورت اختیار کر گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی گھبراہٹ سے دعائیں کرتے تھے کہ اے خدا اگر یہ جماعت جو چھوٹی سی ہے ہلاک ہو گئی تو لن تعبد فی الارض ابداً تیری عبادت کرنے والا کوئی شخص دنیا میں نہیں رہے گا۔ اس دعا کی برکت سے خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو محفوظ رکھا۔ کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ وہ جماعت جو خدا تعالےٰ کو اس دنیا میں زندہ رکھنے والی ہو اس کو خدا تعالےٰ کبھی مرنے نہیں دیتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مطلب تھا کہ اے خدا تیری زندگی اس چھوٹی سی جماعت کے ساتھ وابستہ ہے اگر یہ جماعت مٹ گئی تو تیرا ذکر بھی اس دنیا سے مٹ جائے گا۔ اے خدا تو اس جماعت کو مرنے نہ دے اور اسے ہلاکت سے بچا لے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ خدا تعالےٰ حیّ و قیّوم ہے ظاہری طور پر اس پر موت وارد نہیں ہوتی لیکن روحانی طور پر اس دنیا میں وہ جس شخص کے ذریعہ زندہ ہوا اس کو بھی زندہ رکھتا ہے۔ اسی بات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ شعر کہا ہے ؎

سر سے لے کر پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

یعنی ذرا ہوش کر کے مجھ پہ وار کیجیو کیونکہ مجھ میں خدا تعالےٰ بیٹھا ہوا ہے اور جس شخص کے اندر خدا تعالےٰ بیٹھا ہوا ہو اس پر کوئی شخص حملہ کر کے محفوظ نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ دراصل خدا تعالےٰ پر حملہ کرتا ہے اور اس کی ضرب خدا تعالےٰ پر پڑتی ہے۔ پس جب کوئی شخص خدا تعالےٰ کو اپنے مدد

سمجھ لیتا ہے تو خدا تعالیٰ [illegible] بھی تباہ ہونے سے بچا لیتا ہے کیونکہ اس کی موت سے [illegible] خدا تعالیٰ کی [illegible] وابستہ ہوتی ہے۔

مَیں دعا گو ہوں

کہ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنی نعمتوں پر حصہ لینے کی توفیق بخشے تا محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کے ذریعہ ایک لمبے عرصہ تک اس دنیا میں زندہ رہیں۔

آمین

آہ! محترمہ حضرت الحاج رسول بی بی صاحبہ مرحومہ وفات پا گئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دنیا میں موت سے زیادہ حتمی اور یقینی چیز اور کوئی نہیں۔ یہ موت ہی ہے جو آئے دن ہم میں سے بہتوں کے عزیز و اقرباء اور پیارے وجود [illegible] کو ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا کر دیتی ہے اور ہر روز لاکھوں انسان پیچھے رہنے والوں کے لئے یہ سبق عبرت چھوڑ جاتے ہیں کہ ہم بے بس بے سہارا، ناتواں، کمزور لاشئ محض [illegible] ان جانے والوں میں سے بعض کا جانا ناقابل تحسین [illegible] اور ان کی جدائیگی ناقابل برداشت صدمہ چھوڑ جاتی ہے۔ ایسے وجود دنیا میں خال خال [illegible] موت زندگی کا پیغام [illegible] کر اور اس فانی جسم کو فنا کر کے [illegible] ہوتی ہے [illegible]

[illegible] محترمہ حضرت رسول بی بی صاحبہ مرحومہ تھیں۔ آپ حضرت [illegible] شیخ حسن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری بیوی محترم سیٹھ معین الدین صاحب حیدرآباد کی حقیقی پھوپھی محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآبادی کی حقیقی خسالہ اور محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی سوتیلی والدہ تھیں۔

مرحومہ ۲۳ رجنوری ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ تقریباً پچانویں برس کی لمبی عمر پا کر وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ گوناگوں صفات کی مالک تھیں۔ سخاوت، حسن اخلاق، متواضع طبع، غریب پروری، رشتہ داروں سے حسن سلوک، غریبوں اور ناداروں سے پیار، جماعت اور مرکز سے بے پناہ محبت، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت، قوم کا درد رکھنے والی، نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد گذار دعا گو تھیں۔ یہ جمیع صفات ایسی آپ میں اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمائی تھیں۔ جو آپ نے اپنے محسن خاوند حضرت سیٹھ شیخ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ورثہ میں پائیں۔ اس کے علاوہ آپ کا مرکزی نمائندوں اور مبلغین کے ساتھ اس قدر محبت کا سلوک تھا کہ وہ آپ کو اپنی حقیقی والدہ تصور کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم شوہر کی معیت میں فریضۂ حج کی ادائیگی کی بھی توفیق عطا فرمائی تھی۔ غرض مرحومہ جہاں اپنے خاندان کے لئے برکتوں کا باعث تھیں وہاں جماعت کے لئے بھی ایک قیمتی خزانہ تھیں۔ آپ کی وجہ سے خاندان اور جماعت میں جو خلاء واقع ہوا ہے اللہ تعالیٰ اُسے اپنے فضل سے پُر فرمائے۔

آپ کی سادہ زندگی دوسری مستورات کے لئے قابلِ رشک نمونہ تھی۔ باوجود متمول اور صاحبِ جائداد ہونے کے آپ کا رہن سہن اور خوراک بالکل سادہ تھی اور زیادہ تر خرچ صدقہ، خیرات اور غریبوں کی امداد تھا۔ جماعت کی ہر تحریک میں آپ بڑھ کر حصہ لیتیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے نیک اور قابل تقلید نمونوں پر ہم کو اور خصوصاً مستورات کو چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

مورخہ ۲۴ رجنوری کو آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ کے جنازہ پر لوگ کثرت سے شریک ہوئے۔ محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب نے نماز جنازہ پڑھی اور رسماً بعد مطابق وصیت محلہ تاماپیل سے آپ کے تابوت کو امانتاً دفن کرنے کے لئے بذریعہ ٹرک مکرم سیٹھ اسمٰعیل صاحب کے باغ میں لے جایا گیا۔ جملہ احباب بھی بذریعہ جیپوں اور کاروں کے وہاں پہنچے اور تقریباً ساڑھے پانچ بجے شام جملہ احباب خاندان اور جماعت نے اپنی اس پیاری ماں کا تابوت پُرنم آنکھوں سے سپرد خاک کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

خاکسار بشارت احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ یادگیر

اخبار بدر کی خریداری ہر احمدی کا اخلاقی فرض ہے

تعزیتی قرارداد بر وفات الحاج سیٹھانی اماں رسول بی صاحبہ

مرسلہ مکرمہ سلیم بانو بیگم صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ یادگیر

خاندان حضرت شیخ حسن رضی اللہ عنہ کے لئے خصوصاً اور جماعت احمدیہ یادگیر کے لئے عموماً رجب میں مورخہ ۲۳ رجنوری ۱۹۷۱ء کی شام ایک جاں گداز صدمے کو سمیٹے ہوئے تھی۔ خاندان حسنؓ اور جماعت احمدیہ یادگیر کے افراد کو ناقابل برداشت واقعہ سے دوچار ہونا پڑا۔ جبکہ حضرت الحاج سیٹھ حسنؓ کی دوسری اہلیہ محترمہ رسول بی صاحبہ عرف منجھلی سیٹھانی اماں اپنی مسلسل ایک ماہ کی علالت کے بعد مورخہ ۲۳ رصلح ۱۳۵۰ ہش بروز شنبہ بوقت پانچ بجے بمقام حیدرآباد ہم سب کو ہمیشہ ہمیش کے لئے داغ مفارقت دے کر اپنے مولاءِ حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی وفات حسرت آیات کا دلگداز صدمہ ہر اُس قلب کے لئے ناقابل برداشت تھا جس کو آپ سے واقفیت تھی اور جس کا آپ سے تعلق رہا ہو۔ مگر اس صدمۂ عظیم پر صبر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ

بلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے جوں جوں دوری [illegible] [illegible] علیہ السلام کی صحبت سے تربیت یافتہ [illegible] [illegible] یافتہ بزرگوں کا سایہ اُٹھتا جا رہا ہے [illegible] ان سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ یقیناً بزرگ وجود خاندان اور جماعت کے لئے ایک ڈھال ہوتے ہیں۔ ان کا وجود، اُن کی دعائیں افراد کے لئے وجہ تسکین اور ڈھارس ہوتی ہے۔ محترمہ منجھلی سیٹھانی اماں صاحبہ کو بانی جماعت احمدیہ یادگیر الحاج حضرت سیٹھ شیخ حسن احمدیؓ رضی اللہ عنہ کی محبت بحیثیت شریک حیات ایک عرصہ دراز تک حاصل رہی جس کی وجہ سے آپ کی خوبیوں کا ہر شخص معترف ہے۔ سیٹھانی اماں صاحبہ کو اپنے نیک دل متقی شوہر کے ساتھ حج بیت اللہ کو جانے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ظاہری طور پر بے علم تھیں۔ مگر سیٹھ حسنؓ کے گھر آنے کے بعد آپ نے صرف ناظرہ ہی نہیں بلکہ ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم پڑھنا سیکھ لیا۔ اُردو زبان میں حدیث کی کتابیں پڑھا کرتی تھیں۔ پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گذار تھیں۔ غریبوں کے ساتھ بے پناہ ہمدردی کیا کرتیں۔ غرباء کی تکلیف میں ان کا دل بے حد بے چین ہو جاتا۔ غرباء کی تکلیف کو اپنی ممکنہ امداد اور مستجابانہ دعاؤں سے دور کرنے کی سعی فرمایا کرتی تھیں۔ صدقہ و خیرات میں سب سے آگے رہتیں۔ بلا لحاظ مذہب و ملت غریبوں سے بے انتہا ہمدردی و محبت کی وجہ سے غریبوں کی ماں سمجھی جاتی تھیں۔ [illegible] عالیہ احمدیہ کے مبلغین سے محبت اور خدمت کا بے حد جذبہ تھا۔ گویا کہ وہ مبلغین کرام کے لئے بھی بدرجہ ماں تھیں۔ آپ کے سینے میں اور خاندان کے چھوٹے بڑے تمام افراد کے لئے انتہائی پیارہ شفقت سے بھرا دل تھا۔ آپ کو سبھی خواہی آیا کرتی تھیں۔ آپ کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ رکھتی تھیں۔ دینی کاموں میں حصہ لینے کا بے حد شوق تھا۔ لجنہ اماء اللہ کے ماہواری جلسوں میں آپ احادیث پڑھ کر سنایا کرتی تھیں۔ آپ میں غریب رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا جذبہ اتم موجود تھا۔ اگرچہ آپ کے بطن سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ ایک لڑکا پیدا ہوا لیکن اس کا کمسنی میں ہی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اکثر آپ اپنے لاولد ہونے کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کی مشیت پر راضی برضا ہونے کا اظہار کیا کرتیں۔ اور فرماتیں اللہ تعالیٰ نے مجھے ان تمام کی ماں بنا کر ان سب کو میری اولاد بنایا ہے۔ آج آپ کا ایک ایک وصف ایک ایک خوبی یاد آ کر دلوں کو بے قابو اور آنکھوں کو پُرنم کر رہی ہے۔ قلوب کی گہرائیوں سے بلندی درجات کی دعائیں نکل رہی ہیں۔ خاندان سیٹھ شیخ حسنؓ کے ساتھ آج ہم تمام لجنات بےحد غمگین ہیں۔ اور اس عظیم سانحۂ پر افراد خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ موصوفہ کو جنت الفردوس میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب اور اپنے نیک جنتی شوہر کا قرب عطا کرے۔ اور افراد خاندان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور آپ کے نیک نقش قدم پہ چلائے۔ آمین۔

آپ کی وفات سے جو عظیم نقصان اور خلاء جماعت اور خاندان میں ہوا ہے۔ اُس کی تلافی فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

مورخہ ۲۹ رصلح ۱۳۵۰ ہش بروز جمعہ　　ہم ہیں غمزدہ لجنہ اماء اللہ یادگیر

وحی والہام کے متعلق اسلامی نظریہ

تقریر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۷۱ء

جماعت احمدیہ کے ۷۹ ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۸ دسمبر کے پہلے اجلاس میں محترم جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے جو تقریر مندرجہ بالا موضوع پر فرمائی اُس کا متن افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے ——— ایڈیٹر

-۴-

"صورت چہارم الہام کی یہ ہے کہ رویا یا مکاشفہ میں کوئی امر خدا تعالےٰ کی طرف سے منکشف ہو جاتا ہے۔ یا کبھی کوئی فرشتہ انسان کی صورت میں متشکل ہو کر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے۔ یا کوئی تحریر کاغذ پر یا پتھر وغیرہ پر مشہود ہو جاتی ہے۔ جس سے کچھ اسرار غیبیہ ظاہر ہوتے ہیں۔ (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ صـ۲۴۸)

-۵-

"صورت پنجم الہام کی وہ ہے۔ جس کا انسان کے قلب سے کچھ تعلق نہیں بلکہ ایک خارج سے آواز آتی ہے۔ اور یہ آواز ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے ایک پردہ کے پیچھے کوئی آدمی بولتا ہے۔ مگر وہ آواز بہت لذیذ اور شگفتہ اور کسی قدر سرعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور دل کو اس سے ایک لذت پہنچتی ہے۔ انسان کسی قدر استغراق میں ہوتا ہے۔ کہ یک دفعہ یہ آواز آجاتی ہے۔ اور آواز سن کر وہ حیران رہ جاتا ہے۔ کہ کہاں سے یہ آواز آئی اور کس نے مجھ سے کلام کی اور حیرت زدہ کی طرح آگے پیچھے دیکھتا ہے۔ پھر سمجھ جاتا ہے کہ کسی فرشتہ نے یہ آواز دی (براہین احمدیہ صـ۲۵۸ حاشیہ در حاشیہ ۱)

کیا وحی والہام لفظوں میں بھی ہوتے ہیں؟

اب ہمارے سامنے تیسرا سوال ہے یعنی یہ کہ کیا "وحی والہام لفظوں میں بھی ہوتے ہیں؟ سو اس سوال کے جواب کا ایک حصہ تو سوال دوم کے جواب میں بیان ہو چکا ہے مزید وضاحت کے لئے عرض ہے کہ یقیناً وہ قادر مطلق خدا جس نے انسان کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اسے نطق کے ذریعہ الفاظ میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کی نعمت سے نوازا وہ خود بھی گویا اور ناطق خدا ہے۔ اور جب چاہے اپنے بندے کو لفظوں میں بھی اپنی مرضی سے آگاہ فرما سکتا ہے۔ اور ابتدائے آفرینش سے وہ انبیاء سے لفظوں میں ہم کلام ہوتا آیا ہے۔ کم فہم فلسفی کہتا ہے کہ اگر خدا کی زبان ہے۔ جس سے وہ بولتا ہے تو وہ محدود ہوا۔ اور اگر اس کی زبان نہیں تو وہ کیسے بول سکتا ہے؟ حالانکہ ظاہر ہے کہ خدا محدود انسان نہیں جو بولنے کے لئے زبان کا محتاج ہو وہ تو محیط کل قادر مطلق خدا ہے۔ وہ دیکھتا ہے مگر اس کی مادی آنکھیں نہیں ہیں وہ سنتا ہے مگر اس کے مادی کان نہیں اسی طرح وہ بولتا ہے مگر اسے مادی زبان کی ضرورت نہیں۔ فلسفی اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جس خدا نے ایک قطرہ سے انسان کو وجود بخشا۔ اور اسے گویا بنایا وہ خود قوت گویائی سے کیونکر محروم ہو سکتا ہے۔ پس ہمارا زندہ اور قادر خدا اپنے پیاروں سے بولتا ہے اور زندگی بخش کلمات سے انہیں نوازتا ہے۔

بلاشبہ وحی کے تمام اسلوب ہی خیر و برکت کا موجب ہیں اور انسان کے لئے عظیم نعمت ہیں مگر لفظی مکالمہ و مخاطبہ سب سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ اسکی قطعیت یقین کے لحاظ سے بلند ترین مقام پر ہوتی ہے۔ وہ محفوظ رکھا جا سکتا ہے وہ عظیم غیبی امور پر مشتمل ہوتا ہے ایسے ہی کلام کے ذریعہ مخالفین اور معاندین پر اتمام حجت ہوتی ہے۔ اور انہیں اس کی مثل لانے کے لئے چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ پس لفظی وحی لازمی اور ضروری ہے اور سب اقسام سے اعلیٰ اور افضل ہے مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

جو وحی الفاظ کی صورت میں نازل ہو وہ بہرحال اور تمام وحیوں سے افضل سمجھی جائے گی اور اس کی قطعیت میں کوئی شبہ نہیں ہوگا خواہ یہ قطعیت کان سے حاصل ہو خواہ زبان سے حاصل ہو خواہ آنکھ سے حاصل ہو جس وحی کے متعلق انسان قسم کھا کر کہہ سکتا ہو کہ اس کا لفظ لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس کی زبر اس کی زیر اس کا لام اور اس کا میم سب خدا نے نازل کیا ہے وہ وحی کی تمام قسموں میں سے زیادہ اعلیٰ سمجھی جائے گی (تفسیر کبیر سورۃ الزلزال صـ۴۲۸)

جو قومیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لفظی وحی کی منکر ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی کامل قدرتوں کی انکاری ہیں ایسی قومیں محض دل کے خیالات کا نام الہام اور وحی رکھ کر تسلی پانے کی کوشش کرتی ہیں برہمو سماجیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے اور اس زمانے میں بہائی لوگ بھی اسی خیال کے قائل ہیں ایک بہائی مصنف لکھتے ہیں۔

"انہوں نے (باب نے) ان تالیفات کو الہامی صحیفوں اور کلام فطری کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ فرشتہ کے ذریعہ وحی اترنے کا دعویٰ انہوں نے بالکل نہیں کیا۔" (باب الحیاۃ صـ۷)

غور کیا جائے تو محض خیال کو الہام قرار دینے والے حقیقی اور اعلیٰ الہام کے منکر اور اس سے محروم ہیں پس لفظی وحی اور لفظی الہام قدرت کاملہ کا ایک بدیہی ثبوت ہے۔ اور مذہب کی اساس اور بنیاد وحی کی یہی قسم ہے۔

وحی والہام کا آغاز کب ہوا؟

آج کے موضوع کے لحاظ سے چوتھا سوال یہ ہے کہ اسلام کی رو سے وحی والہام کا آغاز کب ہوا اس کا جواب قرآن مجید نے یوں دیا ہے کہ انسان کی تخلیق کے ساتھ وحی والہام کا آغاز ہو گیا تھا انسانی فطرت میں ایسی طلب اور پیاس رکھی گئی ہے۔ کہ وہ بجز اللہ تعالیٰ کے فرحت بخش کلام کے بے چین و بے قرار رہتی ہے۔ خالق اور مخلوق کا رشتہ الہام سے استوار ہوا اور اس کی پختگی اور دوام کا انحصار بھی وحی والہام پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی روحوں سے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے بے ساختہ پکارا بَلٰی (اعراف ع ۲۲) ہاں تو ہی ہمارا رب ہے اور ہم تیرے بندے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

تونے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
جس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

پس انسانی فطرت رب العالمین کے کلام کے بغیر اطمینان حاصل نہیں کر سکتی

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی

اسی لئے ابوالبشر حضرت آدم سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اسے اسماء الٰہیہ کا مظہر بنایا اور اسے اپنی وحی سے نوازا جس کا قرآن مجید کی سورۃ بقرہ اور دیگر سورتوں میں بار بار ذکر آیا ہے۔ پس وحی والہام کی ابتداء کے بارے میں اسلامی نظریہ یہی ہے کہ اوّلین انسان سے اس کا آغاز ہوا اور سب سے پہلا بشر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے نوازا گیا۔ ہندو دھرم بھی اس حد تک اس اسلامی نظریہ کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ سرشٹی کے آد میں پہلے انسان پر ہی الہامی وید کا نزول ہوا تھا۔ ان کے نزدیک پھر یہ سلسلہ کلیۃً منقطع ہو گیا۔

کیا وحی والہام ایک قوم یا چند اقوام سے مخصوص ہے؟

اس سلسلہ یعنی وحی والہام کے متعلق اسلامی نظریہ کے متعلق پانچواں سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ وحی والہام کسی ایک قوم یا چند اقوام سے مخصوص ہے؟ اسلام کے علاوہ باقی مذاہب یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وحی والہام کا دائرہ محض قومی تھا سناتن دھرم کلام الٰہی کو اپنے قوم کے ایک فرد برہما سے اور آریہ لوگ کلام الٰہی کو اپنی قوم کے چار افراد اگنی، وایو، انگرا اور ادت سے مخصوص ٹھہراتے ہیں۔ وہ دنیا کی کسی قوم اور نسل میں وحی کے قائل نہیں یہودی عقیدہ یہ ہے کہ تمام نبوتیں اور رسالتیں بنی اسرائیل کے گھرانے سے خاص ہیں۔ باقی سب قومیں اس آسمانی مائدہ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہیں عیسائیوں کا عقیدہ بھی اس بارے میں یہی ہے کہ بنی اسرائیل کے سوا کسی اور کو وحی والہام سے حصہ نہیں ملا ان کے ہاں لکھا ہے :-

"وہ اسرائیلی ہیں اور لے پالک ہونے کا حق اور جلال اور عہود اور شریعت اور عبادت اور وعدے انہیں کے ہیں اور قوم کے بزرگ انہیں کے ہوئے ہیں اور جسم کی رو سے مسیح بھی انہیں میں سے ہوا (رومیوں ۹: ۴ – ۵)

لیکن ان قوموں کے اس قومی نظریہ کے خلاف اسلامی نظریہ یہ ہے کہ وحی والہام کسی ایک قوم یا بعض اقوام سے مخصوص نہیں۔ بلکہ خدا جس طرح سب کا رب ہے۔ اس نے سب کے لئے آگ روشنی ہوا اور غذا پیدا فرمائی ہے۔ اس کا سورج سب پر چمکتا ہے۔ اس کی ہوا میں سب سانس لیتے ہیں اسی طرح روحانی نور یعنی خدا کا کلام بھی سب قوموں پر چمکا ساری قوموں نے اس روحانی غذا سے روحانی نشوونما پائی اور وحی والہام پانے والے برگزیدہ لوگ ہر قوم میں ہوئے ہیں سب اپنی اپنی قوم کے لئے توحید کا پیغام لائے اور سب نے راہ حق سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو اپنی طرف اپنے رب کی طرف پہنچنے والا صراط مستقیم دکھایا اس لئے ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے اور سب کی عزت و احترام کرنا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر (فاطر ع ۳)

کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں کہ جس میں خدا کی طرف سے فرستادہ مبعوث نہ ہوا ہو دوسری جگہ فرمایا۔

ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت (النحل ع ۵)

کہ یقیناً ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں جو انہیں یہ پیغام دیتے تھے۔ کہ لوگو! خدائے واحد کی عبادت کرو اور شرک و بت پرستی سے اجتناب اختیار کرو ان آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں وحی والہام کا سلسلہ جاری فرمایا ہے اور جملہ قوموں میں وہ سیاہ فام ہوں یا سفید رنگت والی نبیوں کو بھیجا ہے۔ اسلام کے نزدیک وحی والہام کسی خاص قوم سے مخصوص نہیں ہے۔ قومی نظریہ کے حامل نبیوں کے بعد اللہ رب العالمین نے ایسے عالمگیر رسول کو مبعوث فرمایا جس کی دعوت ہر اسود واحمر اور ہر شرقی و غربی کے لئے عام ہے۔ یعنی ہمارے آقا سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام قوموں کے لئے رسول بنا کر بھیجا اور ان پر یہ آیت نازل فرمائی۔

قل یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

کہ اے سب انسانوں میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تم سب بلا تفریق قوم وامت میری آواز پر کان دھرو تا وحدت انسانیت کا دور مکمل ہو اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کاملہ کا یک وقت ظہور ہو۔ پس وحی والہام کے بارے میں اسلامی نظریہ یہ ہے کہ وہ کسی ایک قوم سے مختص نہیں سب قومیں اس نعمت سے بہرہ اندوز ہوتی رہی ہیں اور اب بھی مائدہ محمدیہ پر آ کر اس نعمت سے کامل حصہ پانے کے لئے سب قوموں کو کھلی دعوت ہے۔

کیا وحی والہام کسی خطۂ زمین سے مخصوص ہے؟

اس وقت وحی والہام کے متعلق اسلامی نظریہ کے سلسلہ میں ہمارے سامنے چھٹا سوال جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آیا وحی والہام کسی ایک خطۂ زمین یا بعض علاقوں سے مخصوص ہے؟ اسلام سے پہلے جب قومی نبیوں کا دور تھا بعض مذاہب کے پیروؤں نے غلطی سے وحی والہام کو بھی خاص ملک یا خاص خطۂ زمین سے مخصوص قرار دے دیا تھا۔ ویدوں کے ماننے والے اس قول پر مصر رہے ہیں کہ ایشور کو بھارت ورش ہی پسند ہے اس کا کلام اس خطۂ ارض سے ہی مخصوص ہے۔ ایشور نے بھارت کے علاوہ کسی اور سرزمین کو کبھی اپنے پاک کلام سے نہیں نوازا۔ یہودیوں نے ارض کنعان کو فیوض و برکات کے لئے خاص قرار دے دیا ہے۔ اسلام نے تمام نبیوں کو تسلیم کیا اور ہر امت میں نبی کے آنے کا عقیدہ قائم فرمایا۔ جب نسل انسانی محدود تھی۔ تو اس خطہ میں وحی والہام کا سلسلہ جاری تھا۔ اور جب نسل انسانی دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیل گئی۔ اور ہر قوم کے لئے نبی کا آنا ضروری ہوا تو ساری زمین ہی مہبط الانوار بن گئی۔ اور تمام علاقے اور ممالک وحی والہام کے فیوض سے بہرہ ور ہوئے۔ پس اسلام وحی والہام کو کسی خاص قوم یا کسی خاص ملک سے مخصوص قرار نہیں دیتا بلکہ وہ وحی والہام کو ساری قوموں اور سارے ملکوں میں پھیلنے والی خوشبو قرار دیتا ہے۔ عقلی طور پر بھی یہی عقیدہ ماننے کے لائق ہے کہ جہاں جہاں انسان ہیں ان کی مادی اور روحانی زندگی کے سامان مہیا کئے گئے ہیں۔

کیا وحی والہام کسی زبان سے مخصوص ہے؟

ساتواں سوال یہ ہے کہ آیا وحی والہام کسی ایک خاص زبان یا چند زبانوں سے مخصوص ہے؟ ویدک دھرم کا نظریہ یہ ہے کہ خدا کا کلام سنسکرت زبان سے مخصوص ہے۔ ان کے نزدیک ایشور ہر دور میں ایک ہی دفعہ دنیا کی ابتداء میں سنسکرت زبان میں کلام کرتا ہے۔ باقی سب زبانیں اس شرف سے محروم ہیں یہودیت کا عقیدہ ہے کہ بنی اسرائیل کے گھرانے کی زبان یا زبانوں میں ہی اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہے۔ مگر اسلامی نظریہ اس بارے میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ سب زبانیں اس کی قدرت کا ایک نشان ہیں وہ سب زبانوں کو جانتا ہے۔

ان اللہ یعلم الالسنۃ کلہا (صحیح البخاری)

اس کا وعدہ ہے۔

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (بقرۃ ع ۲۳)

کہ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ (النمل ع ۵)

جب بھی کوئی شخص اضطرار اور تضرع سے دعا کرتا ہے۔ تو اللہ ہی اس کا جواب دیتا ہے۔

نبیوں سے وحی کے سلسلہ میں فرماتا ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم (ابراھیم ع ۱)

کہ ہم نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں رسالت اور وحی سے نوازا ہے۔ تا وہ ان کے لئے خوب کھول کھول کر بیان کر سکے اسلام کے نزدیک ہر قوم میں رسول گزرے ہیں اور ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ پس وحی والہام کے متعلق اسلامی نظریہ یہ ہے کہ وہ کسی ملک یا کسی زبان سے مخصوص نہیں ساری قوموں ساری زبانوں سارے ملکوں میں نازل ہوتی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ساری اقوام کو وحدت انسانی کے پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا فیصلہ فرمایا اور سب کے لئے ایک عالمگیر رسول بھیجنے اور دائمی شریعت نازل کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس دائمی شریعت کی وحی کے لئے عربی زبان کو جو فصیح ترین زبان اور ام الالسنۃ ہے۔ انتخاب فرمایا۔ پھر قرآن مجید کے ماننے والوں اور حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے لئے ساری زبانوں میں الہام کے دروازے کھول دیئے چنانچہ اولیائے امت کو ہر ملک اور ہر قوم کی زبان میں اللہ تعالیٰ کے شیریں اور پیاری آواز سننے کی سعادت حاصل ہوتی رہی ہے۔ اور اس آخری دور میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مختلف زبانوں میں وحی والہام نازل فرما کر دنیا کے تمام انسانوں پر واضح کر دیا کہ وحی والہام کے لئے کوئی زبان مخصوص نہیں۔ ہاں ایسے دل کی ضرورت ہے جو گداز ہو اور ایسی جستجو اور تپش والی روح درکار ہے جو آسمانی آواز کے لئے بے چین و بے تاب ہو۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

قرآنی وحی کی امتیازی شان

آٹھواں سوال یہ ہے کہ قرآنی وحی کو بالمقابل اور وحیوں کے کیا امتیازی شان حاصل ہے۔ واضح رہے کہ پہلے انبیاء کی وحی اپنی قوم کے لئے اور محدود زمانہ کے لئے ہوتی تھی وہ انسانوں کی جملہ ضروریات پر حاوی نہ ہوتی تھی قرآنی وحی ساری قوموں کے لئے اور سارے زمانوں کے لئے ہے اس لئے کامل ہدایت پر مشتمل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی ظاہری اور باطنی لفظی اور معنوی محافظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ قرآنی وحی کی جامعیت اس کا خاص امتیاز ہے۔ وہ تمام سابقہ صداقتوں پر مشتمل ہے۔ اس کی خبر کتب سابقہ میں موجود ہے۔ اور وہ قیامت تک کے لئے پیشگوئیوں پر مشتمل ہے جو ہر زمانہ میں پوری ہو کر قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے پر تصدیق ثبت کرتی رہتی ہیں۔

(باقی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبۂ خدمتِ دین

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ انچارج حیدر آباد (دکن)

حرفِ آغاز "جذبۂ خدمتِ دین" ایک اہم اور پُرعظمت عنوان ہے یہ کونسے پاکیزہ جذبات تھے جن کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے حضور کو خادمِ دین پایا اور "محی الدین" کے بلند اور ارفع مقام پر پہنچا دیا۔ آپ دشوار گذار وادیوں کو طے کرتے ہوئے اپنے مقاصد عالیہ میں کامیاب ہو گئے۔ اور لاکھوں پیاسی روحوں کو معرفتِ الٰہی کے لبالب جام پلائے یہ سلسلہ ابھی جاری ہے اور یہ الٰہی نوشتوں کے مطابق جاری رہے گا۔

حضور ایک مقام پر فرماتے ہیں ؎

"(فی) شربت کئوس موت للهدی
فوجدت بعد موت عین بقاء"

یعنی میں نے اس راہ میں ہدایت کے لئے موت کے بڑے بڑے پیالے نوش کئے ہیں اور موت کے بعد میں نے بقاء کے چشمہ کو پالیا۔

مذہب کی بنیاد دین اور مذہب کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس وقت جتنے مذاہب اور دین کرۂ ارض پر پھیلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، اور ان کے فرقے یہ کسی نہ کسی مفہوم میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں۔ اسلام اللہ تعالیٰ کی ذات کو خالق الکل قادر مطلق ہر عیب سے منزہ اور جامع جمیع صفات کاملہ یقین کرتا ہے بعض مذاہب کسی کمزور انسان یا بت یا درخت یا کسی دوسری چیز کو مقامِ معبودیت پر بٹھاتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے لیکن یہ سب لوگ کسی نہ کسی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کو بیچ میں سے نکال لیا جائے تو کسی مذہب کا باقی کچھ نہیں رہتا۔ پس سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلب صافی میں کیسی قسم کے جذبات موجزن تھے۔

محبتِ الٰہی حضور فرماتے ہیں ؎

در دو عالم مرا عزیز توئی
آنچہ میخواہم از تو نیز توئی

(دیباچہ براہین احمدیہ)

یعنی دونوں جہان میں میرا تو بس تو ہی محبوب ہے اور میں تجھ سے صرف تیرے ہی وصال کا آرزومند ہوں۔

فرمایا:-

"میں ان نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں دیگر دُنیا اُسے نہیں دیکھتی لیکن اے میرے خدا میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے۔۔۔ ۔۔۔ اور میری روح تیرے نام سے ایسی اُچھلتی ہے جیسے کہ ایک شیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے سے اُچھلتا ہے۔ لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔" (تریاق القلوب)

"دیکھو! میری روح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ ایک پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ سو میں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی ذات کیلئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں۔"

(ضمیمہ تریاق القلوب)

ایک اور مقام پر حضور فرماتے ہیں ؎

تجھے دُنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

(دُرِّ ثمین اردو)

ایامِ بعثت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ایسے دور میں مبعوث ہوئے جبکہ دینِ اسلام کو اندرونی اور بیرونی فتنوں نے کچھ اس طرح گھیر لیا تھا جس کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں ملتی۔ انگریز عیسائیوں کی حکومت کچھ اس انداز سے دُنیا پر چھائی ہوئی تھی کہ اس کا دعویٰ تھا کہ ہماری حکومت پر کبھی سُورج غروب نہیں ہوتا اور یہ دعوےٰ درست تھا۔ اس سیاسی اقتدار کے علاوہ مذہبی اقتدار بھی عیسائیت کے ہاتھوں میں ہی تھا۔ کیونکہ روئے زمین پر پھیلے ہوئے تمام اسلامی فرقے حیاتِ مسیح کے قائل بن چکے تھے۔ بلکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے، مٹی کے پرندے بنا کر جان ڈال دیتے اور روح اللہ تھے۔ لاکھوں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے تھے۔ اور اس وقت بقول علامہ حالی اسلام کی یہ حالت تھی کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

دوسری جانب آریہ سماج اور برہمو سماج نے بھی اسلام پر بھرپور حملہ کر دیا تھا۔ ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب جو اسلام پر گندے اور نہایت رکیک حملوں پر مشتمل ہے اس کا مطالعہ کر لینا ہی کافی ہوگا۔ اور خود مسلمان بہت سے فرقوں میں بٹ کر باہم دگر دست و گریبان تھے۔ ایک فرقہ کے علماء نے دوسرے فرقے پر کفر کے فتادے لگا رکھے تھے۔ اور شیرازۂ منتشر ہو چکا تھا اور بقول علامہ اقبال یہ ... مسلمانوں کی ...

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ان حالات کو دیکھ کر ایک روح تھی جو تڑپ اُٹھی ؎

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر دے میرے مولیٰ کامیاب و کامگار

... (مسیح موعودؑ)

اور متضرعانہ دعاؤں اور تاریک راتوں کی التجاؤں سے ملاء اعلیٰ میں ایک شور برپا کر دیا ؎

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار

(مسیح موعودؑ)

جذبۂ قربانی اور دوسری جانب مقابل میں مبارزت کا ایک کھلا ہوا نعرہ لگایا اور براہین احمدیہ جیسی بلند پایہ اور بے نظیر کتاب تصنیف فرمائی اور اس سلسلہ میں دس ہزار روپے کا انعامی چیلنج بھی دیا۔ اغیار مذاہب پر ایک حجت قائم کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

"میں جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدۂ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذاہب اور ملت کے جو حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں اتماماً للحجہ شائع کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید سے ان سب براہین اور دلائل میں جو ہم نے درباره حقیت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اسی کتاب مقدس سے اخذ کر کے تحریر کی ہیں اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کر کے دکھلا دیں یا اگر تعداد میں ان کے برابر پیش نہ کر سکیں تو نصف ان سے یا ثلث ان سے یا ربع ان سے یا خمس ان سے نکال کر پیش کرے یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے ہی دلائل کو نمبر وار توڑ دے۔ تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف مقبولۃ الفریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہیئے تھا ظہور میں آ گیا میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلے اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دوں گا۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۳ مشمولہ اشتہار)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ تھے ... جائداد کے مالک تھے اس وقت ... دس ہزار روپے کی قیمت کیا تھی آج اتنی بڑی جائداد دس لاکھ میں بھی نہیں مل سکتی۔ بہرحال حضور نے اپنی تمام جائداد خدمتِ اسلام میں پیش کر دی۔ اور اس انداز سے پیش کی کہ ہمیشہ کے لئے مخالفینِ اسلام پر حجت ملزمہ قائم ہو گئی۔ یہ تھے خدمتِ دین کے جذبات جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطہر قلب میں موجزن تھے۔

کسرِ صلیب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس الفاظ میں مسیح موعود کا نام کاسر صلیب رکھا تھا (یکسر الصلیب) یعنی وہ صلیب کو توڑے گا۔ جیسا کہ بتا دیا گیا ہے کہ صلیبی مذہب مذہبی اور سیاسی اعتبار سے دنیا پر غالب آ چکا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روح تڑپ اُٹھی اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل دو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابنِ مریم ہمیشہ کیلئے فوت ہو چکا ہے یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقاتِ عزیزہ کو ضائع کرو صرف مسیح ابنِ مریم کی وفات پر زور دو اور پُرزور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دُنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا

فوت نہ ہوں ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے اس لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وکان وعد اللہ مفعولاً

(روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۰۲)

چیلنج مباہلہ

کسرِ صلیب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ دل میں جو جذبات موجزن تھے۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل مباہلہ کے چیلنج سے بھی ہوتا ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرات عیسائی صاحبوں کے ساتھ ایک آسان فیصلہ کا طریق یہ ہے جو میں زندہ اور کامل خدا سے کسی نشان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور آپ حضرت مسیح سے جو آپ کے نزدیک حی و قیوم ہے دعا کریں۔ اور میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں بالمقابل نشان دکھانے سے قاصر رہا تو ہر ایک سزا اپنے پر اٹھاؤں گا اگر آپ نے مقابلہ پر کچھ دکھایا تب بھی سزا اٹھاؤں گا۔"

(جنگ مقدس)

اس تحریر سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی عزت اور جان بھی خدمتِ دین کے لئے قربان کر دی تھی۔ لیکن صلیبی مذہب محض سیاسی اعتبار سے دنیا پر غالب آچکا تھا جیسا کہ بتایا گیا ہے۔ مذہبی حیثیت سے مسلمان علماء کے قلوب پر بھی چھا گیا تھا کہ مسلمانوں کے تمام مذہبی فرقے مسیح کو بجسدِ عنصری آسمان پر یقین کرنے لگے۔ اس لئے ہر طرف سے بھی شدید مخالفت ہو رہی تھی۔

غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں
اغیار کا بھی بوجھ اٹھانا پڑے ہمیں
(مصلح موعودؓ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی تیس آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی اور غیر احمدیوں کو سمجھایا کہ:- یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آزمانے کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات ہے۔ اگر ... حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں۔ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے۔ اس کو سوچو۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۴۴ حاشیہ)

سات برس

آج وہ زمانہ ہے جبکہ غیر احمدیوں کے اکثر معروف علماء وفاتِ مسیح کے معترف ہو گئے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حین حیات میں شدید ترین مخالفت کرتے رہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلب مطہر میں اسلام کے تنزل و انحطاط کو دیکھ کر جو تڑپ تھی اس کا اندازہ اس شعر سے بھی ہو سکتا ہے حضور فرماتے ہیں کہ:-

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامران

انہی جذبات کے پیشِ نظر حضور نے غیر احمدیوں کو ایک مشورہ یہ دیا کہ:-

"وہ (علماء) مجھ سے اور میری جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کر لیں کہ تکفیر و تکذیب اور بدزبانی سے منہ بند رکھیں اور ہر ایک کو محبت و اخلاق سے ملیں اور قہر الٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہو اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیانِ باطلہ کا مر جانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائیں اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں کاذب نہیں ہوں یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم)

افسوس غیر احمدی علماء نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور لگاتار مخالفت جاری رکھی جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان لشکر کے مقرب نہ ٹھہرے بلکہ اس مخالفت کے نتیجہ میں مسلمانوں کے زوال و انحطاط کے باعث بن گئے۔

عشقِ رسول

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جذبۂ خدمتِ دین کا عشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی گہرا تعلق ہے حضور ایک مقام پر فرماتے ہیں

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی اللہ تعالیٰ کے عشق کے بعد میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں اگر یہ کفر ہے تو سب سے بڑا کافر میں ہوں کیونکہ مجھے سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت ہے۔

سانپ اور بھیڑیئے

حضور نے آخری وقت ہندو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے "پیغام صلح" تصنیف فرمائی۔ اس میں صلح کے متعلق زبردست اصول بیان فرماتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ:-

"دین یہ ہے کہ خدا کی منہیات سے پرہیز کرنا اور اس کی رضامندی کی راہوں کی طرف دوڑنا اور اس کی تمام مخلوق سے نیکی اور بھلائی کرنا اور ہمدردی سے پیش آنا اور دنیا کے تمام مقدس نبیوں اور رسولوں کو اپنے اپنے وقت میں خدا کی طرف سے نبی اور مصلح ماننا اور ان میں تفرقہ نہ ڈالنا اور ہر ایک نوع انسان سے خدمت کے ساتھ پیش آنا ہمارے مذہب کا خلاصہ یہی ہے مگر جو لوگ ناحق خدا سے بےخوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں۔ ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے۔ ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے۔ جس میں ایمان جاتا رہے۔"

(پیغام صلح ص ۳۰)

نورِ محمدی

ظاہری تدابیر کے ساتھ متضرعانہ دعاؤں اور درود شریف کا ورد بھی جاری تھا اور اس کے نتائج بھی ظاہر ہو رہے تھے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں (فرشتے) اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔" (تذکرہ ص ۲ تیسرا ایڈیشن)

آج دنیا اس نور کو دیکھ رہی ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے زمین کے کناروں تک پھیل گیا ہے اور اس کا قدم بڑی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لختِ جگر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی گواہی کا درج کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"یہ خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکریہ کے لئے میری زبان میں طاقت نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ میرے دل میں اس کے شکریہ کے تصور تک کی گنجائش نہیں مگر میں نے ایک دن مرکز خدا کو جان دینی ہے۔ میں اس آسمانی آقا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رواں رواں اپنے آقا حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا۔"

(سیرت طیبہ ص ۲۹)

قرآن کریم

قرآن کریم کی عظیم مرتبت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلب صافی میں جو جذبات موجزن تھے اس کے لئے صرف ایک شعر حضور کا پیش کر دیتا ہوں کہ

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

یعنی قرآن کریم کی خوبیاں تو ظاہر و عیاں ہیں مگر اس کے ساتھ میری محبت کی اصل بنیاد اس بات پر ہے کہ اے میرے آسمانی آقا! وہ تیری طرف سے آیا ہوا مقدس صحیفہ ہے جسے بار بار چومنے اور اس کے اردگرد طواف کرنے کے لئے میرا دل بےچین رہتا ہے۔

انبیاء کرام

اس موقعہ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان پاک جذبات کا اظہار کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے جو ان

انبیاء کرام کے متعلق حضور کے دل میں پائے جاتے تھے جو وقتاً فوقتاً خدا کی رہنمائی اور ہدایت کے مبعوث ہوتے رہے صرف دو اشعار پر ہی اکتفا کرتا ہوں :-

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم
ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے
ہر رسولے کو طریق حق نمود
جانِ ما قرباں براں حق پرورے
(براہین احمدیہ حصہ اوّل)

یعنی میں ان تمام رسولوں اور نبیوں کا خدمت گزار ہوں جو دنیا میں خدا کا رستہ دکھانے کے لئے آتے رہے ہیں۔ اور میں اُن کے ساتھ اس طرح پیوستہ ہوا جس طرح کہ ڈیوڑھی کی خاک مکان کے ساتھ پیوستہ ہوتی ہے۔ میری جان ان سب پرستاران خدا پر (خواہ وہ کسی ملک اور کسی زمانہ میں آئے ہوں) دلی محبت کے ساتھ قربان ہے کیونکہ وہ میری طرح میرے آسمانی آقا کے خادم تھے۔

مخلوقِ خدا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلبِ صافی میں مخلوقِ خدا کی سچی ہمدردی اور تڑپ تھی جس کا اظہار حضور کی تحریرات اور متضرعانہ دعاؤں سے ہوتا ہے وہ بھی درحقیقت خدمتِ دین کے جذبہ سے ہی وابستہ ہے۔ اس امر کی طرف بھی مختصر اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مخلوقِ خدا کی ہدایت کے لئے حضور نے جو متضرعانہ دعائیں کی ہیں ان کا ان اشعار سے اظہار ہوتا ہے حضور فرماتے ہیں ؎

میں نے رونے رونے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پر نہیں ان سخت دل منکروں کو خوفِ کردگار
ان دلوں کو خود بدل دے اے مرے قادر خدا
تو تو رب العالمیں ہے اور سب کا شہریار
کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمیں پر اس کے چلانے کے بعد

آخری شعر میں اس چاند سورج گرہن کی طرف اشارہ ہے جو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق ۱۸۹۴ء میں رمضان المبارک میں ہوا۔ اور ان زلزلوں کی طرف اشارہ ہے جو کثرت سے حضور کی پیشگوئیوں کے مطابق مختلف ممالک میں آتے۔

تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں :-

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے [illegible] بلکہ اس سے بڑھ کر میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے

انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول "۔ (اربعین)

خادمِ دین سے محی دین

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا جسم و جان مال و زر عزت و جذبات سب کچھ خدمتِ دین میں لگا دیا تب اللہ تعالیٰ نے حضور کو خادمِ دین پاکر دین کا زندہ کرنے والا محی الدین بنا دیا۔ چنانچہ حضور اپنے ایک رویا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے "۔
(تذکرہ صفحہ ۲۴)

پھر فرمایا :-

"اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا

هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے۔ سو وہ اس میں متحقق ہے "۔ (تذکرہ صفحہ ۲۴)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ پاکیزہ جذبات دورِ حاضرہ کا ایک موڑ ہیں جس پر نئی زمین اور نیا آسمان تعمیر ہو رہے ہیں۔ یہ درحقیقت انہی پاکیزہ جذبات کا ثمرہ ہے اور وہ وقت دور نہیں ایک اُمّت کی شکل تمام دنیا پر محیط ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ عظیم کام مسیح موعود علیہ السلام کے اور آپ کی جماعت کے سپرد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ يُحْيِ الدِّيْنَ وَيُقِيْمُ الشَّرِيْعَةَ کہ وہ دین کو زندہ اور شریعت کو قائم کر دے گا۔ اور حضور اندار یہ خوشخبری اعلامِ الٰہی کے مطابق بتا چکے ہیں کہ :

"وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا۔ نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ

کردے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب

تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی"۔
(تذکرہ صفحہ ۲۷۷)

مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ اور احبابِ جماعت کا فرض

جماعت کی تعلیمی و تبلیغی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مدرسہ احمدیہ کا خود اجراء فرمایا تھا۔ چنانچہ اس نہایت ہی مفید اور بابرکت درسگاہ کی افادیت احبابِ جماعت سے مخفی نہیں رہی ہے۔ اس مقدس درسگاہ کو تربیت یافتہ مبلغین ... کہ اب بفضلہ تعالیٰ بڑے بڑے رؤسا، گورنر، اور سلاطین اس درسگاہ کے تربیت یافتہ مبلغین کے ساتھ بڑے فخر سے ملاقات کرتے ہیں۔ اب جماعت کی روزافزوں ترقی کے پیشِ نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے احبابِ جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کرکے مدرسہ احمدیہ میں داخل کروائیں۔

پہلی جماعت کا داخلہ حسبِ دستور سابق عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ خواہشمند احباب مورخہ ۱۵ امان (مارچ) ۱۳۵۰ ہش تک فارم دفتر نظارت ہذا سے منگوا کر یکم شہادت (اپریل) ۱۳۵۰ ہش ۱۹۷۱ء تک مکمل کرکے دفتر ہذا کو واپس بھجوا دیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور ضرور ذہن نشین کر لئے جاویں۔

(۱) بچے کا میٹرک یا کم از کم مڈل پاس ہونا ضروری ہے۔

(۲) بچہ قرآن مجید ناظرہ اور اردو زبان روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ :- حسبِ سابق امسال بھی صدر انجمن احمدیہ نے مدرسہ احمدیہ کے لئے چار وظائف منظور فرمائے ہیں۔ جو طلباء کی ذہنی۔ اخلاقی اور اقتصادی حالت کو مدِنظر رکھ کر دیئے جائیں گے۔

داخلہ حافظ کلاس

مدرسہ احمدیہ میں حافظ کلاس بھی باقاعدہ طور پر جاری ہے اور اس کلاس میں بھی ذہین طلباء (جو قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہوں۔ اور عمر بھی دس بارہ سال سے متجاوز نہ ہو) لئے جائیں گے۔ ہونہار اور مستحق طلباء کو وظیفہ بھی دیا جائے گا اور اس کے لئے بھی یکم شہادت (اپریل) ۱۳۵۰ ہش ۱۹۷۱ء تک درخواستیں وصول کی جائیں گی۔

ناظرِ تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

درخواست ہائے دعا

● — مکرم غلام محمد صاحب ڈار ناظر صدر جماعت احمدیہ ہاری پاری گام ضلع اسلام آباد کشمیر آج کل بیمار ہیں۔ احبابِ جماعت ان کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

● — خاکسار امسال یونیورسٹی کے ایک امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ جملہ تمام درویشان کرام و احبابِ جماعت سے خاکسار کی نمایاں کامیابی نیز زیادہ سے زیادہ خادمِ دین بننے کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار میر صلاح الدین طالب علم
یاڑی پورہ کشمیر

وصایا

نوٹ:۔ منظوری سے پہلے وصایا اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر ہذا کو تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اطلاع دے؛

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۶۹۹۲۔ منکہ زاہدہ خاتون زوجہ ماسٹر حبیب احمد صاحب قوم قریشی پیشہ خانداری۔ عمر ۴۷ سال جون سنہ ۱۹۲۴ء ساکن بریلی ڈاک خانہ خاص ضلع بریلی۔ صوبہ یو۔ پی۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۴۳-۵-۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد ایک دکان واقع نینی تال روڈ بریلی قیمتی اندازاً ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس ایک جوڑی بُندے طلائی اور ایک ناک پھول طلائی جن کی موجودہ قیمت ۳۰/- روپے ہے مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ کہ منظور رہے۔ انشاء اللہ وصیت کی رقم اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں گی۔ اس کے علاوہ میری وفات پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبـــد زاہدہ خاتون۔ گواہ شد ڈاکٹر اقبال علی غنی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مینٹل ہاسپٹل بریلی۔
گواہ شد۔ ایچ۔ اے۔ قریشی خاوند موصیہ۔

وصیت نمبر ۱۳۸۱۰۔ منکہ مرزا شریف احمد بیگ ولد مرزا محمد بیگ صاحب قوم احمدی مسلمان مغل پیشہ تجارت عمر ۳۷ سال پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ڈاکخانہ خاص ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۷۰-۱۲-۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) ایک مکان رہائشی نمبری ۲/۶۰۴-۹-۱۷ چھاؤنی قادر علی بیگ حیدرآباد-۲۳ (آندھرا پردیش) تخمیناً قیمت مبلغ ۱۵۰۰۰/- روپے۔ مکان بالا پر مبلغ ۶۰۰۰/- روپے کے قریب سرکاری قرض ہے۔ اس کے وضع کے بعد مبلغ ۷۰۰۰/- روپے کے منجملہ ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

(۲) تجارت سے مجھے تخمیناً مبلغ ۲۵۰/- روپے ماہوار کی آمدنی ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو میں ماہ بماہ بر وقت ادا کرتا رہوں گا۔ نیز اگر اس دوران میری آمد ماہوار میں اضافہ ہو تو اس کی اطلاع میں مرکز کو دیا کروں گا۔ اور اس لحاظ سے ادائیگی ہوا کریگی

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبـــد مرزا شریف احمد بیگ مکان نمبر ۲/۶۰۴-۹-۱۷ حیدرآباد آندھرا پردیش حال قادیان۔
گواہ شد محمد شمس الدین سیکرٹری تعلیم وتربیت حیدرآباد۔ گواہ شد بدر الدین احمد عفی عنہ ابن حضرت مولوی سید اختر الدین احمد صاحب عفی عنہ موصی نمبر ۵۳۸۵ حال قادیان ۷۰-۱۲-۱۲

وصیت نمبر ۱۳۸۱۲۔ منکہ سید غوث احمدی ولد سید محبوب صاحب احمدی قوم احمدی پیشہ ملازم سرکار عمر ۳۷ سال بیعت ۱۹۵۸ء ساکن حیدرآباد۔ ڈاک خانہ وضلع حیدرآباد آندھرا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۷۰-۱۰-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں۔ میری آمد اس وقت بصورت ملازمت مبلغ ۳۲۵/- روپے ماہوار ہوتی ہے۔ میں اپنی موجودہ جائداد اور آئندہ پیدا ہونے والی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبـــد سید غوث احمدی ۶۱۳-۴-۱۷ بیرون یاقوت پورہ حیدرآباد۔ گواہ شد رشید احمد ولد محمد حسین صاحب مرحوم ۲۵۹ - بی کلاس۔ جدید ملے پلی حیدرآباد آندھرا۔
گواہ شد یوسف حسین آستانہ۔ نمبر ۲۹۶-۵-۲۰

وصیت نمبر ۱۳۸۱۴۔ منکہ محمد صاحبداد خان ولد لفٹنٹ سردار محمد ایوب خان صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر تخمیناً ۶۸ سال پیدائشی احمدی ساکن مغلپورہ مرادآباد شہر حال محلہ چمن گنج پیشکار روڈ کانپور صوبہ یو۔ پی۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۷۰-۱۲-۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:

پیدائشی احمدی اور بچپن کے صحابی حضرت مسیح موعودؑ (سال ۱۹۰۸ء میں اپنے والد صاحبؓ قبلہ کے ہمراہ مع اپنی والدہ صاحبہ و دو برادران کے حضرت مسیح موعود کی زیارت وبیعت سے مشرف لاہور میں ہوئے کہ حضور انور نے دعائیں دیں۔ اور سر وپشت پر دست شفقت پھیرا تھا۔ ان ایام میں ہم لوگ میاں پور چھاؤنی لاہور میں رہتے تھے۔ اور وہاں سے حضور والا سے ملاقات کی غرض سے لاہور شہر بگھی یا ٹم ٹم میں گئے تھے) آج مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۷۰ء یوم جمعۃ المبارک حسب ذیل وصیت کرتا ہوں
میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے میری ماہوار آمد بہ سلسلہ پنشن مبلغ پچاس روپیہ ہے رقم

"احمدی مسلمان ہیں" بقیہ صفحہ اول

قانون دان اور عالمی عدالت کے جج سر ظفر اللہ خان صاحب کو سونپ دی تھی جو خود ایک احمدی ہیں۔ فیصلہ میں کہا گیا ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے دائر کئے گئے ایک اسی قسم کے مقدمہ میں سر ظفر اللہ خان نے اس دعوے کی تردید مختلف دلائل سے کی تھی اور ان دلائل کو عدالت کی طرف سے قبول کیا گیا تھا۔

فیصلہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلام چونکہ ایک بین الاقوامی اور عالمی مذہب ہے اس لئے مالابار میں ایک احمدی کا مسلمان ہونا اور ایک اسلامی مملکت پاکستان میں اسی کو ایک غیر مسلمان قرار دینا ایک غیر معقول بات ہے۔"

(ماترو بھومی مورخہ ۷ر جنوری ۱۹۷۱ء)

احمدیہ مسلم کانفرنس

"ماترو بھومی" ہی میں جماعت احمدیہ قادیان کے ۷۹ ویں جلسہ سالانہ کے بارے میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے اس کا ترجمہ بھی درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

خاکسار محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ۔ مدراس

امرتسر ۲۷ر دسمبر۔ یہاں سے ۶۰ کلومیٹر دور واقع قادیان میں پچھلے تین روز سے جاری احمدیہ مسلم انٹرنیشنل مشن کا ۷۹ واں جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا ہے۔ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے آبائی وطن قادیان ہی میں پچھلے ۷۸ سال سے یہ جلسہ منعقد ہوتا رہا ہے۔

۱۸ر دسمبر کی صبح ۱۱ بجے بالکل سادگی اور روحانیت سے پُر اور دل ودماغ میں تقویٰ اور روحانیت پیدا کرنے والے ماحول میں نعرۂ تکبیر کی بلند وبالا آواز کے ساتھ سفید اور سیاہی پر مشتمل اسلامی جھنڈے کے لہرائے جانے پر جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔

ہندوستان کے تمام اطراف واکناف سے ہزاروں کی تعداد میں نمائندگان نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں ہالینڈ، افریقہ اور پاکستان سے بھی نمائندگان شریک ہوئے۔ نیز سکھ اور ہندو احباب کثیر تعداد میں حاضر ہوئے۔ افسر جلسہ سالانہ کے فرائض حضرت مرزا میاں وسیم احمد صاحب نے ادا فرمائے۔

(ماترو بھومی ۲۸ر دسمبر ۱۹۷۰ء)

بقیہ صفحہ ۴ جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات پر میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبـــد محمد صاحبداد خان پنشنر $\frac{98}{131}$ پیشکار روڈ چمن گنج کانپور ۱۶ (یو۔ پی)
گواہ شد محمد مجید سولیجہ صدر جماعت احمدیہ کانپور۔ گواہ شد عبد الباری مکان نمبر $\frac{19}{190}$ ٹپکاپور کانپور۔ گواہ شد حاجی محمد ابراہیم بقلم خود۔ گواہ شد وارث چمن گنج پیشکار روڈ کانپور $\frac{98}{131}$

مولوی محمد علی صاحب کا ایک فتویٰ۔ بقیہ صفحہ ۲

ہمیں صُغریٰ کبریٰ بنا کر یہ منطقی نتیجہ نکالنے کا حق حاصل ہے کہ مولوی محمد علی صاحب سابق امیر غیر مبائعین کے نزدیک تمام کلمہ گو بجز فریق لاہور بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ کیونکہ صُغریٰ یہ بنے گا کہ صُغریٰ ہے:۔ "تمام کلمہ گو یعنی اسلامی جماعتیں بجز فریق لاہور ختم نبوت کے منکر ہیں" اور کبریٰ یہ ہوگا:۔ "جو ختمِ نبوت کا منکر ہے وہ بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" اس کا بدیہی نتیجہ یہ ہوگا:۔ کہ تمام کلمہ گو بجز فریق لاہور بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔
امید ہے غیر مبائعین حضرات اپنے عقیدہ ومسلک پر غور فرمائیں گے؛

بقیہ اخبار احمدیہ صفحہ ۱:۔ احباب حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے بھی التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۲۲ر تبلیغ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمد للہ؛

انسپکٹران بیت المال و تحریک جدید و وقف جدید اور مبلغین سلسلہ توجہ فرمائیں

دربارہ انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

چونکہ مقامی جماعتوں کے موجودہ عہدیداران کی میعاد ۳۰ ر اپریل ۱۹۷۱ء کو ختم ہو جائے گی ۔ اسلئے تمام جماعتوں کو لازم ہے کہ نئے عہدیداران کا انتخاب کر کے ۳۰ ر اپریل سے قبل عہدیداران کی فہرستیں نظارت عُلیا میں بھجوا دیں ۔ نئے عہدیدار یکم مئی ۱۹۷۱ء سے ۳۰ ر اپریل ۱۹۷۴ء تک تین سال کے لئے منتخب کئے جائیں گے ۔ اور اُن کا ان قواعد کے ماتحت ہوگا جو جملہ جماعتوں کے پاس موجود ہیں ۔ اگر کسی جماعت کو قواعد کی مزید کاپیاں درکار ہوں تو طلب کرنے پر بھجوائی جا سکیں گی ۔ انتخابی جلسوں کے صدر صاحبان کا فرض ہے کہ وہ خود ان قواعد کی پابندی کریں اور جماعتوں سے بھی کرائیں ۔ مبلغین سلسلہ اور انسپکٹران بیت المال ۔ تحریک جدید ۔ وقف جدید سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دوروں میں ہر ایک جماعت میں جہاں وہ جائیں ان قواعد کے ماتحت عہدیداران کا انتخاب کرائیں گے ۔ لیکن ان کو خود انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے ۔ ان کا کام صرف انتخابات کے لئے جماعتوں میں تحریک کرنا ہے ۔ البتہ وہ اس امر کی نگرانی رکھنے کے لئے کہ اجلاس کی کارروائی قواعد کے ماتحت ہو رہی ہے اجلاس میں شامل ہو سکتے ہیں ۔ اور اصلاح نہ ہونے کی صورت میں مرکز (نظارت عُلیا) کو اپنی رپورٹ بھیج سکتے ہیں ۔ مگر یہ کام فوری طور پر ہونا چاہیئے ۔ تا ایسا نہ ہو کہ کسی خلاف قاعدہ کارروائی کی منظوری مرکز سے پہلے ہو جائے اور ان کی رپورٹ بعد میں آئے ۔

امراء اور نائب امراء کے انتخابات تا اطلاع ثانی نہ کئے جائیں ۔

ناظر اعلیٰ قادیان

سالِ رواں کی آخری سہ ماہی

۳۰ ر اپریل ۱۹۷۱ء کو صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ختم ہو رہا ہے ۔ اسی لئے نظارت ہذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران مال اور مبلغین کرام سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی دیگر مصروفیات سے وقت نکالتے ہوئے اس اہم کام کی طرف بھی خاص توجہ فرما دیں اور کمی بجٹ کو جلد از جلد پورا کریں ۔ بجٹ کی ۷۱-۱-۳۱ تک کی پوزیشن تمام سیکرٹریان مال کو بھجوائی جا چکی ہے ۔ عہدیداران جماعت و مبلغین کرام نادہند اور بقایا داران کے پاس پہنچیں اور مالی قربانی کی اہمیت اور سلسلہ کی ضروریات سے آگاہ فرما دیں تا ان کے دلوں میں بھی ایمانی جذبہ پیدا ہو اور بشاشت قلبی سے اپنی سستی کا انسداد کر سکیں ۔

احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اس عہد کو سامنے رکھیں کہ

"مَیں دین کو دُنیا پر مقدّم رکھوں گا"۔

جب آپ اس پر عمل کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے آپ پر کھل جائیں گے ۔ پس خوش قسمت ہیں وہ احباب جو دین کو دُنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا کے دین کے لئے کئے ہوئے وعدوں کو پُورا کرتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین ۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

عہدیداران لجنہ اماء اللہ بھدرواہ کا انتخاب اور حسن کارکردگی

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کے حالیہ دورہ بھدرواہ کے معاً بعد محترمہ سیدہ موصوفہ کی زرّین نصائح کے پیش نظر بھدرواہ کی احمدی خواتین نے دسمبر ۱۹۷۰ء کے آخری ہفتہ میں ایک عام اجلاس بُلا کر لجنہ اماء اللہ بھدرواہ کی تنظیم قائم کی ۔ اس موقعہ پر مکرم ماسٹر عبد الرزاق صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھدرواہ کی صدارت میں مکرم محمد صدیق صاحب فانی نے خواتین کو مفید نصائح کیں ۔ ازاں بعد اتفاق رائے سے جو انتخاب عمل میں آیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

(۱) صدر لجنہ اماء اللہ	ملک مریم بیگم صاحبہ	(۵) خزانچی	مہتاب بیگم صاحبہ منڈاشی
(۲) نائب صدر "	چوہدری غلام فاطمہ صاحبہ	(۶) سیکرٹری ضیافت	سرور بیگم صاحبہ گنائی
(۳) سیکرٹری " "	خان بشریٰ بیگم صاحبہ	(۷) سیکرٹری تعلیم	نسیم بانو صاحبہ گنائی
(۴) جائینٹ سیکرٹری	ملک ممتاز بانو صاحبہ	(۸) سیکرٹری تبلیغ	سلیمہ بانو میر صاحبہ

الحمد للہ کہ انتخاب کے بعد سے اب تک متعدد اجلاس منعقد ہوئے ۔ جن میں خواتین کو تربیتی اور تعلیمی امور کی طرف توجہ دلائی گئی ۔ جس سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں ۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری اس نو آموز لجنہ کو صحیح خطوط پر کام کرنے اور عہدیداران کو اپنی حسنِ کارکردگی کے ذریعہ خواتین میں دینی روح پیدا کرنے کی توفیق بخشے آمین ۔

خاکسار: ممتاز بانو ملک ، جائنٹ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بھدرواہ

ولادت اور درخواستِ دُعا

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری چھوٹی بیٹی عزیزہ اُم الہدیٰ مسفرہ بیگم سلمہا ربہا اہلیہ عزیز مکرم سید فضل احمد صاحب ایڈووکیٹ اڑیسہ ہائی کورٹ کو بتاریخ ۱۴ ر تبلیغ (فروری) ۱۳۵۰ ہش چوتھا لڑکا عطا فرمایا ہے ۔ بزرگان سلسلہ و درویشان کرام اور جملہ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم عزیز نومولود کو نیک ، صالح اور خادم دین بنائے ، درازی عمر سے نوازے اور ہمارے لئے قرۃ العین ثابت کرے آمین

خاکسار : سید غلام احمد احمدی نائب امیر جماعت احمدیہ سونگڑہ (اڑیسہ)

اعلانِ نکاح

میری لڑکی عزیزہ بشریٰ صادقہ سلمہا کا نکاح عزیز مبشر احمد صاحب ابن مکرم بشیر احمد صاحب ساکنہ میانہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ (پاکستان) کے ہمراہ مبلغ ۲۰۰۰/- روپے حق مہر پر مورخہ ۷۱-۲-۱۰ کو بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے پڑھا ۔

احباب جماعت کی خدمت میں اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے ۔

خاکسار :
چوہدری محمد خضر
درویش قادیان

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں ۔

کوالٹی اعلیٰ ــــــ نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "Autocentre" فون نمبرز 23—1652 / 23—5222